راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) کا تعارف

ہندتو کی سب سے بڑی علم بردار آر ایس ایس ہے جس نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے متعدد ذیلی تنظیمیں، ادارے فورم قائم کر رکھے ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی اسی کا سیاسی بازو ہے۔ ذیل میں آر ایس ایس کی فکر اور طریق کا تعارف کرایا جاتا ہے۔

قیام اور پس منظر

۱۹۱۶ء میں کانگریس اور مسلم لیگ نے لکھنؤ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو سیاسی طور پر قریب لانے کے لئے ایک بڑی کوشش کی۔ (برطانیہ نے ۱۹۰۹ء میں دستوری اصلاحات کے ذریعے چند کونسل ممبر کے الیکشن کی اجازت دی تھی۔ ان اصلاحات میں مسلمانوں کے لئے الگ Saprate Electroates نمائندگی کی بات رکھی گئی تھی جس کی مخالفت کی گئی) دونوں تنظیمیں اس کے لئے راضی ہوئیں:

۱۔ سوراج کی تائید کی جائے۔

۲۔ الگ مسلم نمائندگی جاری رہے۔

مدن موہن مالویہ اور دوسرے احیاء پرستوں نے اس کی مخالفت کی کہ یہ ہندو مسلم اتحاد، ہندو مفاد کے خلاف ہے۔

یکم اگست ۱۹۲۰ء کی خلافت تحریک کے بھی یہ لیڈر خلاف تھے۔ بلکہ عدم تعاون کی تحریک کے بہت سے کانگریسی اور احیاء پرست خلاف تھے۔ اس کے باوجود بہت سے

احیاء پرستوں نے ۲۰ - ۱۹۲۱ء کی تحریک عدم تعاون کا ساتھ دیا۔

عدم تعاون کی تحریک کی ناکامی کے بعد ۲۱ - ۱۹۲۳ء تک بڑے پیمانے پر فسادات ملک میں شروع ہوگئے۔ بہت سے ہندوؤں کو خیال ہوا کہ ہندوؤں کی کمزوریوں Weakness کا علاج یہ ہے کہ ان کے اندر ایک ہونے کا احساس مضبوط ہو اور اس کے ساتھ چھتری خصوصیات کو پروان چڑھانے پر زور دیا جائے۔

اگست ۱۹۲۱ء میں مالابار میں فسادات ہوئے۔ انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کا غصہ - ہندو مخالف جذبات کے ساتھ آگے بڑھا - زبردستی مذہب تبدیل کرنے کی خبریں عام ہوئیں۔

۲۱ - ۱۹۳۲ء کے فسادات کے نتیجے میں ہندو مہا سبھا جو (قیام ۱۹۱۵ء) کمزور تھی، وہ دوبارہ زندہ ہونے لگی۔ اس کا اب تک کا کام گائے کی حفاظت، دیوناگری رسم الخط میں ہندی، ذات پات میں اصلاحات تھیں۔ اگست ۱۹۲۳ء میں بنارس میں ہندو مہا سبھا کا قومی اجلاس ہندو لیڈروں نے بلایا۔ پنڈت مدن موہن مالویہ اس کی صدارت فرما رہے تھے۔ موصوف نے کہا "اگر ہندو اپنے کو مضبوط کرلیں اور مسلمانوں کے غنڈہ عناصر اس پر مطمئن ہوجائیں کہ وہ ہندوؤں کو آسانی سے نقصان نہیں پہنچا سکتے یا بے عزت نہیں کرسکتے تو اتحاد مضبوط بنیادوں پر قائم ہوجائے گا۔" انہوں نے اس موقع پر اونچی ذات والوں سے کہا کہ "وہ نچلی ذاتوں کو صحیح ہندو کی حیثیت سے قبول کرلیں۔ ان کو اسکول، کنویں اور مندروں میں اپنے سے الگ نہ کریں۔" انہوں نے ایسے لوگوں کو جو خوشی سے یا زبردستی مذہب تبدیل کرچکے تھے، ان کو واپس لانے کے لئے مہم چلانے کا بھی مشورہ دیا۔

ہندو مہا سبھا کے آٹھویں سیشن (۱۹۲۵ء) کی صدارتی تقریر میں لالا لاجپت رائے نے گاندھی جی کے عدم تشدد پر مبنی عدم تعاون کی تنقید کی کہ یہ ہندوؤں کے اتحاد کو کمزور کرے گا۔ یہ حالات تھے، جب کہ ہندو ازم خطرے میں ہونے کا ماحول تھا اس وقت آر ایس ایس کا قیام عمل میں آیا۔

سنگھ کے شروع کا دور

سنگھ کی جڑیں مہاراشٹر میں ہی تھیں۔ اس کی ممبر شپ اور Symbol (علامات) تقریباً سب مہاراشٹری تھیں۔ اس کا ڈسپلن اور نظریاتی فریم ورک زیادہ ڈاکٹر کیشو بلی رام ہیڈگیوار کا طے کردہ تھا۔

وہ بچپن میں شیواجی سے بہت متاثر تھے۔ نوجوانی میں انہوں نے مہاراشٹر کے چتپاون برہمن بال گنگا دھر تلک کا ہفتہ وار کیسری، پونا کا مطالعہ برابر کرتے تھے۔ ۱۹۱۰ء - ۱۹۱۶ء تک وہ کلکتہ میں ڈاکٹری پڑھتے رہے۔ اور انقلابی تنظیم ''انوشیلن سمیتی'' میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے گھر واپسی کے بعد پریکٹس اور شادی نہیں کرنے کا فیصلہ کیا۔ جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد پھر وہ ڈاکٹر بال کرشن شیورام منجے کی ایماء پر کانگریس میں شامل ہوئے۔ ۱۹۲۸ء تک اس میں انہوں نے سرگرمی سے حصہ لیا۔ حالانکہ دوسرے تلک وادیوں کی طرح وہ گاندھی جی کی پالیسیوں سے خوش نہ تھے۔

۱۹۱۳ء میں ہندو مسلم فسادات کا سلسلہ جاری تھا۔ ستمبر ۱۹۲۳ء میں گنیش پوجا کے موقع پر ڈسٹرکٹ کلکٹر نے حالات کو دیکھتے ہوئے سالانہ جلوس منسوخ کر دیا۔ ہندوؤں

نے اس کی پابندی کی۔ ۳۰راکتوبر ۱۹۲۳ء کو کلکٹر نے ڈنڈی جلوس (ایک ہندو دیوتا کے اعزاز میں باجے اور موسیقی کے ساتھ) کو اسی وجہ سے اجازت نہیں دی۔ ہندوؤں نے اس کی خلاف ورزی کا فیصلہ کیا۔ بیس ہزار افراد اس کی خلاف ورزی کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔ جس کے نتیجے میں ناگپور ہندو مہا سبھا کا قیام عمل میں آیا۔ اس مقامی سبھا کے ڈاکٹر بی ایس منجے نائب صدر اور ہیڈ گیوار سکریٹری بنائے گئے۔ اس سبھا نے کئی اجتماعی جلسے اور پروگرام کئے۔ پھر اس نے حکومت اور مسلمانوں سے معاہدہ کیا، جس کے نتیجے میں جلوس کا وقت اور مقام طے ہوا تاکہ وہ مسلمانوں کے مذہبی پروگرام سے نہ ٹکرائے۔ احیاء پرستوں نے تنظیم کی اہمیت کو بطور خاص محسوس کیا۔ ناگپور کے اس فرقہ وارانہ ماحول میں سنگھ کی نظریاتی بنیادیں تیار ہوئیں۔ اس سوچ میں خاص مقام ونئے دامودر ساورکر کے ہاتھ کی لکھی تخلیق، ہندوتو، کا تھا۔ ساورکر نے اس میں ہندوؤں کو نیشن (قوم) کہا تھا۔

ساورکر کے مطابق آریہ لوگ اور ان کی تہذیب شمال، مغربی ہند میں ظہور پذیر ہوئی تھی، جو بالآخر پورے ممالک میں پھیل گئے۔ وہ غیر آریوں کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے مطابق ہندو وہ ہے جس کے پوروَج (آباء واجداد) ہندوستان کے ہوں اور جو ہندوستان کو 'فادر لینڈ' اور مقدس سرزمین مانیں۔

ساورکر کے دلائل ہیڈ گوار کیلئے علمی اور نظریاتی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ 'ہندو قوم' کا مفہوم کیا ہے۔ لیکن کس طرح اس ہندو قوم کو متحد کیا جائے۔ یہ بات ہاں ہیڈ گوار کو نہیں ملتی۔ اس کے لئے وہ تجربات کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں بچپن سے یہ بات رہی کہ باہری اثرات کس طرح زائل کئے جائیں۔

۱۹۲۴- ۱۹۲۵ء میں وہ نتیجے پر پہنچے کہ اصل نفسیاتی مسئلہ ہے۔ اگر ہندوؤں میں ایک ہونے کا احساس اور ان کے اندر قومی شعور پیدا کر دیا جائے تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اگر ایک بار قومی تعمیر نو کے لئے افراد کا ایک Cabnet تیار کر دیا جائے تو پھر وہ دوسروں میں زندگی پیدا کریں گے۔ آزادی ان کے مقاصد میں سے ایک مقصد تھا۔ آزادی کے راستے میں پہلا کام ایک ڈسپلن کی حال تنظیم بنانا تھا جو لوگوں کو تیار کرتی رہے۔

ستمبر ۱۹۲۵ء میں دسہرہ کے موقع پر سنگھ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے بعد لاٹھی چلانے کی تعلیم جلد ہی اس میں شروع کی گئی اور اجتماعی پرارتھنا کا نظم کیا گیا۔

۱۹۲۶ء کے شروع میں روزانہ کی شاکھا شروع ہو گئی تھی۔

اس نوزائیدہ تنظیم کا نام ۱۹۲۷ء میں رام نومی کے موقع پر رکھا گیا اور اسی دن بھگوا جھنڈے کو تنظیم کے جھنڈے کی حیثیت دی گئی۔

"

آر ایس ایس کی نظریاتی اساس

۱- آر ایس ایس کی نظریاتی اساس "ہندو ماضی" ہے جو ان کے خیال میں سماج کی تعمیر نو میں نظریاتی آلہ کا درجہ رکھتی ہے۔ ۲- ہیڈ گوار کے خیال میں ہندو نظریہ ہی آزادی کے حصول اور سماج کی تعمیر نو کے لئے لوگوں کو متحرک کر سکتا ہے۔

۲- رگ وید انسانی سماج کو عظیم فرد سے متصور کرتا ہے اور اس سماج کی چار معروف تقسیم کو مذکورہ کے منہ، بازو، جانگھ اور پیر کے مماثل قرار دیتا ہے (رگ وید، منڈل ۱۰، ۱۹، ۱۲) یہ بالترتیب برہمن، چھتری، ویش اور شودر ہیں۔

انسانی سماج کی تقسیم کا درج بالا نظام جس کو 'ورن اشرم' کہا جاتا ہے۔ ہندتو کے پرچارکوں کے مطابق اپنی شکل میں اور کافی بعد تک اپنے آپ میں غلط پیش کیا تھا بلکہ ان کے مطابق غلامی اور دھرم کے زوال کے باعث اس کی موجودہ شکل ہوگئی چنانچہ گروگولوالکر کہتے ہیں کہ سماجی جسم اسی وقت تک مناسب طرح سے کام کرسکتا ہے۔ جب تک کہ افراد اپنے معاشی، سماجی اور مذہبی فرائض (دھرم) کو پورا کرتے رہیں (۵) آرایس ایس کے نظریہ ساز بتاتے ہیں ہندو سماج کی کمزوری اور انتشار کا یہ عمل ہندوستان پر اسلام کے حملے، کے وقت (تقریبا ۱۰۰۰ء) سے ہوا۔

۳- (بار باران قوتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ جو راشٹر کے خلاف سازش کرتی ہیں) اور جو ان کے خیال میں انتشار کا باعث ہیں موجودہ ہندوستانی سماج میں دو طرح کی انتشار پسند قوتوں، کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ پہلا نمبر مسلمانوں اور عیسائیوں کا ہے جو ایسی قدروں کو فروغ دیتے ہیں جس کے باعث ان کے ماننے والوں میں قومیت ختم (Denatioal sation) ہونے لگتی ہے۔ دوسرا نمبر اعلیٰ ومغربی طبقہ کا ہے جس میں سرمایہ داری، سوشلزم یا اشتراکیت کے حمایتی آتے ہیں۔ لیکن ان تمام میں مسلمانوں کا معاملہ سب سے اہم رہا ہے۔ مسلم مخالف جذبات ہی اس کے قیام کا باعث بنا۔ بلکہ یہ اس کا مرکزی نکتہ رہا ہے۔ چنانچہ آرایس ایس کے بانی ڈاکٹر ہیڈگیوار کی سرکاری سوانح نگاری پی بھیشکر Bhishkar کی کتاب ''کیشوہ سنگھ نرماتا'' اس دور کے حالات کے بارے میں لکھتے ہیں ''مہاتما گاندھی کی تحریک عدم تعاون کے نتیجے میں ملک میں (نیشنلزم کا) جوش وخروش ٹھنڈا ہوتا جارہا تھا۔ ملک میں اس تحریک نے جن سماجی برائیوں کو ابھارا تھا وہ خطرناک طور پر بڑھ رہی تھیں۔ قومی لڑائی کے جوش کے

ٹھنڈا پڑتے ہی باہمی حسد اور بدظنی و بدگمانی کی سطح پہ آگئیں۔ برہمن اور غیر برہمن کی لڑائی کھل کر سامنے آگئی۔ کوئی تنظیم بھی متفق اور متحد نہیں رہ گئی۔ یون، سانپ (غیر ملکی سانپ سے مراد مسلمان ہیں) جس کو عدم تعاون کا دودھ پلا کر پالا گیا تھا۔ اپنی زہریلی پھنکار سے پوری قوم میں فساد پھیلا رہا تھا'' (ص ۷، ۱۹۷۹ء)

(سنگھ اقلیتی کمیشن کشمیر سے متعلق دفعہ ۳۷۰ تبدیلی مذہب کے حق کا مخالف رہا ہے۔)

دستور ہند میں درج مذہبی اور لسانی اقلیتوں سے متعلق حقوق اسے بھی نہیں بھاتے۔ ان حقوق کا نام، ''اقلیتی منہ بھرائی'' رکھا گیا ہے۔ پس ماندہ طبقات اور مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کا بھی سنگھ مخالف ہے۔

مسلمانوں کے ساتھ عیسائی بھی نشانہ پر رہتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ یا وہ طبقہ جو سنگھ کے نظریات کا مخالف ہے اس کو ''مغربی انگریزی انتشار پسند'' کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ لوگ آتے ہیں جو سنگھ کی اقلیتوں کے خلاف نظریات اور کارروائیوں اور پروپیگنڈے انسانیت مخالف اور خود ہندو مخالف پاتے ہیں۔ بعض ایسے بھی لوگ ہیں جو اس کو اپنے نظریئے کے خلاف پاتے ہیں جیسے نکسلی کمیونسٹ وغیرہ۔ لیکن خود سنگھ کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں سے زیادہ بڑا خطرہ مغربی سماجوں کی نقل اتارنے والے طبقہ سے محسوس کرتا ہے۔

۴۔ سنگھ کے ہیرو لڑنے اور مارنے والے لوگ ہیں جیسے شیواجی، رانا پرتاپ جنھوں نے ان کے خیال میں مسلمانوں سے بہادری کے ساتھ مقابلہ و لڑائی کی تھی۔ ان کی تربیتی پروگراموں میں ان لڑائیوں کے قصوں کو بار بار سنایا جاتا ہے ماضی کی شخصیت میں رام چندر کو پیش کیا جاتا ہے۔ جنھوں نے چھتری خصوصیات کے ساتھ راون کو

شکست دی تھی۔

آر ایس ایس کا مذہبی نظریہ

گرو گوالکر جی کہتے ہیں ''لوگ مندر میں جاتے ہیں اور بتوں کو خدا کا نشان سمجھ کر اس سے لو لگاتے ہیں لیکن یہ کسی ایسے شخص کو جو عمل سے بھرا ہوا ہے یعنی کرم ...... گی کو مطمئن نہیں کرتے۔ ہم زندہ خدا چاہتے ہیں۔ ایسے خدا کا کیا کام جو صرف سنتا ہو اور جواب نہ دیتا ہو؟ یہ بت نہ تو روتے ہیں اور نہ مسکراتے ہیں یا کوئی ردعمل بھی نہیں ظاہر کرتے، الا یہ کہ پوجا کرنے، کروانے والے غیر معمولی صلاحیت کے افراد ہوں لیکن عام لوگوں کے لئے یہ خدا کے بے حسن نشان ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ زندہ خدا، کون ہے؟ جواب ہے، یہ زندہ خوا، ہندو قوم ہے'' اس Nation God کے مختلف نام لئے گئے ہیں جیسے جگن، ماتا (دنیا کی ماں) آدی شکتی (قدیم قوت) مہامایا، مہادرگا، ...... بھومی (مادر وطن) دھرما بھومی (دھرم کا ملک) دیوا بھومی (خدا کا ملک) موکشا ...... (نجات کا ملک) ماتر بھومی سے تعلق کو سب سے اونچا تعلق سمجھا جاتا ہے جب کہ دوسرے تعلق ورشتے کم درجے کے ہیں جو بڑے مقصد کے لئے قربان کئے جاسکتے ہیں۔ اسی لئے مابعد الطبعیاتی مسائل اور مباحثے یہاں چنداں اہمیت، نہیں رکھتے۔ بھومی یا دھرتی ماتا میں قوم اور مقدس جغرافیہ دونوں شامل ہیں۔ قوم سے مراد ہندو قوم ہے اور جہاں یہ قوم رہتی اور بستی ہے، وہی اس کا مقدس جغرافیہ ہے۔ اصلاً یہ جغرافیہ مغرب میں ایران تک، مشرق میں ملیشیا کو چھوتا ہوا شمال میں تبت اور جنوب میں شری لنکا تک پھیلا ہوا ہے اس مقدس سرزمین کو باہری حملہ آور تباہ کرتے رہے ہیں جب کہ

تقسیم ملک کو آر ایس ایس لٹریچر 'زنا' سے تعبیر کرتا ہے۔

اس فکر میں 'قوم' سے مراد صرف ہندو قوم ہے۔ گرو گوالکر لکھتے ہیں کہ قوم غیر تحلیل شدہ پانچ اکائیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ اکائیاں ہیں ۱- جغرافیہ ۲- نسل ۳- مذہب ۴- تہذیب یعنی کلچر اور ۵- زبان جغرافیہ سے مراد ایک علاقہ جس کی سرحدیں متعین ہوں۔ "قوم کے لئے نسلی اتحاد کی اہمیت پر زور دینے کی حاجت نہیں۔ نسل ایک موروثی سماج ہے جس کے رسم و رواج، زبان، عروج و زوال کی یادیں مشترک ہوں۔ مختصراً یہ ایک آبادی ہے جس کی ابتداء مشترک ہو اور ایک ہی تہذیب کے دائرے میں، ایسی نسل ایک قوم کا سب سے اہم جز ہے۔

اگر اس میں کچھ غیر اصل بھی آگئے ہوں تو وہ مادری قوم کے جسم میں ایسے جذب ہو گئے ہوں کہ وہ الگ نہ ہو سکتے ہوں"۔

قومیت کے درج بالا اصولوں کو بیان کرنے کے بعد گرو گوالکر فرماتے ہیں۔ "ہم مکرر کہتے ہیں کہ ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے جس میں ہندو قوم رہتی ہے۔

اس طرح کسی کو شک نہیں ہونا چاہئے کہ سنگھ کے تصور فوقیت میں ہندو دھرم کوئی الگ سی چیز ہے۔ اس کے بقول ہندو دھرم کی رہنمائی میں قوم نے عظیم تہذیب کو پروان چڑھایا تھا۔ کوئی اگر پوچھ لے کہ ہندوستان میں جب کہ مذہب ایک ہمہ جہتی عنصر ہے تو اس کا (ہندو دھرم) معقول فلسفۂ حیات کیا ہے؟ اور اس کی غیر متزلزل بنیاد کونسی ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ یہ تہذیب ہے جو زیادہ اہمیت رکھتی ہے، جب سوال ہوگا کہ تہذیب کیا ہے تو چند ہندو علامات کا نام لے دیا جائے گا اور بتایا جائے گا کہ اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں، مذہب تو رسوم کا نام ہے؟

مقدس جغرافیہ کے علاوہ راشٹر (قوم) میں ایک 'روح' بھی ہوتی ہے جس کو چیتا کہتے ہیں۔ یہ چیت، ایک طرح کا بالا قانون جس کو سیاسی اداروں اور انسان کے بنائے ہوئے قوانین پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

عملاً سنگھ کے بڑے اور پرانے لیڈران کو یہ درجہ دیا جاتا ہے۔ یہ سنگھ پریوار سے منسلک تنظیموں کے اہم مسائل، خاص تقریبوں اور بڑے معاملات میں اپنی رائے دیتے ہیں۔ جس کو نہ صرف قبول کیا جاتا ہے بلکہ احترام کے ساتھ عمل بھی کیا جاتا ہے۔

گولوالکر کہتے ہیں کہ جنوب کے لوگ بھی ویسے ہی 'آرین' ہیں جیسے کہ شمال کے لوگ، اور تمام دراوڑی زبانوں نے سنسکرت سے ہی قوت (Inspitetion) حاصل کی ہے۔ سنسکرت زبانوں کی رانی ہے اور دیوتاؤں کی زبان ہے۔ چنانچہ سنسکرت کا فروغ سنگھ کے منصوبے کا خاص جزو رہا ہے۔ سنگھ میں جو دعائیں یا اصطلاحات ملی جلی ہندی و مراٹھی میں تھیں انہیں ۱۹۳۰ء میں بدل کر سنسکرت میں کر دیا گیا۔ انگریزی زبان کے سلسلہ میں منفی جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ دوسری زبان جو انہیں کھٹکتی ہے وہ اردو ہے بلکہ اردو کی عملی مخالفت میں سنگھ پریوار بہت آگے رہا ہے۔

(ہندو راشٹر کو آزاد کرانے اور ہندو سماج، ہندو دھرم اور ہندو کلچر کی حفاظت کرنے کے لئے راشٹریہ کو آخری بلندی تک پہنچانے کے مقصد سے ڈاکٹر ہیڈ گیوار نے سنگھ کو قائم کیا تھا) ہیڈ گیوار ہندو راشٹر کا نظریہ پہلے سے ثابت شدہ سچائی کی شکل میں سب کے سامنے پیش کرتے تھے۔ اس سے متعلق وہ زیادہ بحث میں بھی نہیں پڑتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ اس نظریہ کے سلسلے میں غیر معمولی احترام ہونا چاہیئے۔ وہ برملا کہتے تھے کہ 'بھارت ہندو راشٹر ہے' اور اس کی آزادی کے لئے ہندوؤں کی ملک گیر تنظیم

(سنگھٹن) ہونا چاہیئے۔ ان کے بقول ہندو ہی اس دیش کی قسمت بنانے والے ہیں۔ وہی اس کے فطری مالک ہیں۔ اس طرح جو مقام خدا کے لئے مخصوص ہے وہ مقام ہندو قوم کے لئے بنایا گیا اور اب وہی قابل صد احترام اور پرستش ٹھہرا۔ لیکن وہ 'ہندو' لفظ کی تشریح کے چکر میں نہیں پڑتے تھے۔ وہ اس کے لئے نظر آنے والے ہندو سماج کی طرف اشارہ کر دیتے تھے۔

سنگھ کے مقصد میں صرف تقسیم شدہ موجودہ بھارت نہیں۔ وہ اکھنڈ (غیر منقسم شدہ عظیم ہندوستان) بھارت کی بات نہیں بھولا ہے۔ اس کی یاددہانی وہ کراتا رہتا ہے۔ بلکہ اس کی نظر میں پوری دنیا ہے۔ ہیڈ گیوار کہا کرتے تھے کہ دنیا کے مسائل کو حل کرنے کی قوت ہندو علم معرفت (تتوگیان) اور نظریہ زندگی میں ہے۔ دنیا کو امن و سکھ کی راہ دکھاتا ہے۔ ڈاکٹر ہیڈ گیوار نے کہا تھا "اپنا دھرم اور اپنا کلچر کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو، جب تک اس کی حفاظت کرنے کی قوت ہمارے پاس نہیں ہوتی تب تک دنیا میں کوئی ان کی عزت نہیں کرے گا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی آخر میں سوال کھڑا ہوتا ہے قوت و شکتی کا بے قوت ہونے کی وجہ سے اپنا دھرم اور سماج لاچار اور مجبور ہو گیا۔

تنظیم

آغاز کار (۲۵-۱۹۳۲ء) میں ڈاکٹر ہیڈ گیوار نے کردار سازی کے لئے ڈسپلن کے بہت سے طریقے آزمائے تھے۔ ان طریقوں کو سنگھ کے لٹریچر میں 'سنسکار' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سنسکار ہندو رسوم کا نام ہے۔ جو آدمی کو زندگی کے اگلے مرحلے کے لئے تیار

کرتی ہے۔
نیچے سنگھ کی کچھ تنظیمی خصوصیات کو مختصراً ان کے لٹریچر سے ہی بیان کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں دوسرے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔

۱۔ روزانہ کی عملی سرگرمیاں:

ایک لفظ میں سنگھ کا مقصد ''سنگٹھن'' (تنظیم) رہا ہے۔ روزانہ کی شاکھا لگانا اس کا ایک لازمی مظہر بن چکا ہے۔ یہ تنظیم کی بنیادی اکائی ہوتی ہے۔

ایک شاکھا میں ممبر شپ کی تعداد ۵۰ تا ۱۰۰ کے درمیان ہوتی ہے۔ ۱۰۰ سے زیادہ کی تعداد ایک گروپ کے استحکام کے لئے مناسب نہیں سمجھی جاتی۔

ہر شاکھا عمر کے مطابق چار حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔

(الف) شیشو سیوم سیوک: عمر ۶ یا ۷ تا ۱۰ (ب) بال سیوم سیوک: عمر ۱۰ تا ۱۴ سال (ج) تن سیوم سیوک: عمر ۱۴ تا ۲۸ سال (چ) پروڑہ سیوم سیوک: عمر ۲۸ سے زیادہ عمر کے سیوم سیوک۔

عام طور پر ۶۰ فیصد شرکاء کی عمریں ۱۸/اور ۲۵ سال کے درمیان ہوتی ہیں۔

ہر گروپ ذیلی گروپ یا گٹ میں میں منقسم ہوتا ہے جو ۲۰/افراد سے زیادہ پر شاذو نادر ہی مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ذیلی گروپ ہم عمر اور عموماً ہم محلہ/علاقہ افراد کا ہوتا ہے۔ اس میں ایک گٹ نایک (ذیلی گروپ لیڈر) اور ایک شکشک (استاد) ہوتا ہے۔ ان دونوں کا تقرر شاکھا کے صدر مدرس (مکھیہ شکشک) کرتے ہیں۔

ذیلی گروپ لیڈر یا گٹ نایک اپنے گروپ کے سیوم سیوک (ممبر) کے بڑے بائی، کی طرح ہوتا ہے۔ وہ اپنے گروپ میں 'اخلاق' میں سب سے بلند ہوتا ہے اور اپنے گروپ کے افراد کے اخلاق کے سلسلہ میں ذمہ دار بھی ہوتا ہے۔ معلم انہیں مختلف طرح کے کھیل، بہادروں کی کہانیاں اور ورزش سکھاتا ہے۔ لاٹھی، بھالا، چھری وغیرہ کا استعمال کبڈی اور جوش وعمل والے کھیل کے ساتھ وطن پرستی پر مبنی نغمے اجتماعی طور پر گائے جاتے ہیں۔ ان عملی پروگراموں کے علاوہ فکری تربیت کیلئے مباحثے، تقریریں اور دوسرے بودھک، پروگرام بھی معلم کی رہنمائی میں ہوتے ہیں۔ ذیلی گروپ لیڈر اور اساتذہ ہر دس، پندرہ دنوں پر اپنے علاقے کے مبلغ (ہمہ وقتی کارکن) سے ملتے ہیں اور اپنے کاموں کی رپورٹ دیتے ہیں اور اس سے اپنے مسائل میں رہنمائی لیتے ہیں۔ مختلف سیاسی اور سماجی ایشوز میں وہ سنگھ کی پالیسی پر بھی گفتگو کرتے ہیں۔

ہر شاکھا کا قانونی سربراہ (سکریٹری) ہوتا ہے جو اپنے علاقہ کا ایک معزز اور کچھ سینئر ممبر ہوتا ہے۔ عملاً اصل قوت، مکھیہ شکشک کے پاس ہوتی ہے۔ زیادہ تر مکھیہ شکشک نوجوان ہوتے ہیں۔ شاکھا کی کامیابی کا انحصار اسی کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔

زیادہ تر مقامات پر آر ایس ایس کے اپنی آفس ہوتے ہیں جہاں پر چارک، قیام بھی کرتے ہیں اور یہاں آپسی ملاقاتیں اور دوسرے تنظیمی کام ہوتے ہیں۔

شاکھا سے اوپر 'منڈل کمیٹی' ہوتی ہے جو ایک علاقہ کی تین یا چار شاکھاؤں کے ذمہ داروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ دس تا بارہ منڈل کمیٹیاں مل کر ایک 'نگر کمیٹی' (شہری) بناتے ہیں۔ اس کے اوپر ضلع اور پھر وبھاگ، (علاقائی) کمیٹی ہوتی ہے۔ روزمرہ کا زیادہ تر کام شہری سطح پر انجام پا جاتا ہے۔ شہری کمیٹی کی میٹنگ ہر ہفتہ ہوتی ہے جس میں ایک

سنگھ چالک کے ساتھ مختلف ڈپارٹمنٹ کے سربراہ (جسمانی تربیت، فکری تیاری اور مالیات کا سکریٹری) حصہ لیتے ہیں۔ یہیں سے فیصلے نیچے جاتے ہیں (میٹنگ کی صدارت، کارواہ، یا سکریٹری کرتا ہے)۔

صوبائی سطح پر پرانتیہ پرتیندھی سبھا، (صوبائی مجلس نمائندگان) صرف مباحثہ کا فورم ہے۔ لیکن عملاً ان کی کوئی طاقت نہیں ہوتی۔ سنگھ کے دستور کے مطابق مذکورہ سبھا کے لئے ہر پچاس سیوم سیوک پر ایک منتخب مندوب ہوتا ہے جو مل کر صوبائی، سنگھ چالک، کا انتخاب کرتے ہیں۔ سنگھ چالک کو دستور کے مطابق صوبائی پرچارک کے مشورہ سے نیچے کی سطح کے ذمہ داروں کا تقرر کرنا ہوتا ہے۔ لیکن عملاً روزمرہ کے کاموں پر ان کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا۔

اسی طرح کل ہند سطح پر 'اکھل بھارتیہ پرتی ندھی سبھا' قائم ہے۔ جس کی نشست صوبائی سبھا کی طرح سال میں ایک بار ہوتی ہے اور یہ بھی عملاً کوئی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ حالانکہ سنگھ کا دستور انہیں پوری تنظیم پر عام دیکھ ریکھ کی قوت دیتا ہے۔ اصل انتظامی قوت مرکزی سطح پر کیندریہ کاریہ کاری منڈل (مرکزی ورکنگ کمیٹی) اور جنرل سکریٹری کے پاس ہوتی ہے۔

۲- سربراہ کی اہمیت و مقام:

سنگھ کے ڈھانچے میں اصل قوت مبلغ (پرچارک) کے پاس ہوتی ہے جس کا نظام سنگھ کے دستور میں درج نظام سے (جس کا تذکرہ اوپر دیا گیا) الگ ہوتا ہے۔ آر ایس

ایس کے کاموں کوانجام دینے کے اصلاً یہ ذمہ دار ہوتے ہیں۔ان کا تقرر بالعموم صوبائی پرچارک کرتے ہیں۔افرادی قوت کی فراہمی میں صوبائی شاخیں عملاً کافی اختیارات رکھتی ہیں۔ ویسے کل ہند جنرل سکریٹری اس سلسلہ میں آخری فیصلہ کرسکتا ہے۔ پرچارک کوایک صوبے سے دوسرے صوبے میں بھیجنے کا فیصلہ بھی جنرل سکریٹری کے ذمہ ہوتا ہے۔

آرایس ایس کی برادر تنظیموں کو یا 'پرچارک' بطور قرض دیئے جاتے ہیں۔ جہاں وہ اس تنظیم کے کام کے علاوہ سنگھ کے مفاد کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔

ایک آئیڈیل پرچارک عام طور سے گریجویٹ ہوتا ہے جو انگریزی اور ہندی سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔نوجوانی میں ہی ان کا انتخاب کرلیا جاتا ہے۔ یہ شادی نہیں کرتے اور نہ ہی کہیں ملازمت کرتے ہیں یہ اونچی ذاتوں سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں اور سبزی خور ہوتے ہیں۔ان کا لباس کرتا، دھوتی، پاجامہ ہوتا ہے، کہ غیر ملکی پہناوٴ نہیں پہنتے۔

سنگھ کی تنظیم میں سب سے اونچا درجہ سربراہ کی حیثیت 'سرنگھ چالک' کی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ہیڈ گیوار شروع ہی سے اس کے سربراہ مانے جاتے تھے۔ ویسے باقاعدہ اس نام کا عہدہ انہیں نومبر ۱۹۲۹ء میں دیا گیا۔

نے سرسنگھ چالک، کا تقرر سابق سرسنگھ چالک کرتا ہے جو تاحیات سربراہ رہتا ہے مختلف معاملات میں اس کا فیصلہ آخری مانا جاتا ہے (۲۹ رجون ۱۹۴۰ء کو اپنے انتقال سے پہلے ڈاکٹر ہیڈ گیوار کے گروگولوالکر کو اپنے بعد سربراہ بنادیا تھا یہی عمل موجودہ سربراہ بالا صاحب دیورس کے لئے بھی دہرایا گیا تھا)۔

۳- بھگوا جھنڈا ہی گرو ہے:

قدیم ہندوستان میں گرو یا استاد کو پوجنے کی روایت رہی ہے ڈاکٹر ہیڈ گیوار نے گرو کی شکل کسی انسان کو نہ دے کر یہ حیثیت اپنے بھگوا (زعفرانی) جھنڈے کو دی اور اب ہر سال ''گرو پورنیما'' کے دن اس جھنڈے کو پوجنے کا عمل کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ اس طرح انہوں نے شخصیت پرستی سے اپنی تنظیم کو بچانے کی کوشش کی اور اس عمل کے ذریعہ لوگوں کی محبت، تنظیم کے تیئں بڑھی ہیں۔

۴- سنگھ کے چھ، تقریبات:

سال میں سنگھ چھ تقریبا مناتی ہے پہلی تقریب نئے ہندو سال کے آغاز میں منایا جاتا ہے جس کو ''ورشپرتی پاد'' کہا جاتا ہے اس میں سال گزشتہ کے کاموں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ یہ دن ہیڈ گیوار کے یوم پیدائش کے طور پر منایا جاتا ہے دوسرے تقریب کا تعلق شیوا جی کی تاجپوشی کے دن سے ہے۔ اس دن کا تعلق ہندوؤں کے مسلم مغلوں پر فتح حاصل کرنے سے ہے۔ اس دن شیوا جی کے واقعات اور ان کے کاموں کو تفصیل سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کا نام ''ہندو سامراج دیوس'' ہے۔

تیسری تقریب ''رکشا بندھن'' کی ہے شمالی ہند کے اس تیوہار میں بہنیں اپنے بھائیوں کے ہاتھوں پر راکھی باندھتی ہیں تا کہ مشکل اوقات میں وہ اس کی حفاظت کر سکیں۔ سنگھ میں مکھیہ شکشک یا سکریٹری سیوم سیوک کو ایک راکھی اپنے ساتھی سیوم

سیوک کو باندھنے کیلئے دیتا ہے اس کا مقصد آپسی محبت اور بھائی چارہ کو فروغ دینا ہے۔
چوتھی تقریب کا نام ''گرو پورنیما'' اس دن سنگھ کے ممبران اپنے گرو (یعنی بھگوا جھنڈا) کو روپے پیسے بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ فنڈ جمع کرنے کا یہ اچھا موقع ہوتا ہے جہاں روپے دان کئے جاتے ہیں' وہاں' ہندو قوم کے رہنماؤں کی تصاویر رکھی ہوتی ہیں۔ ان میں ہیڈ گیوار، گولوالکر، رام داس سوامی اور گرو گوبند سنگھ شامل ہیں۔ شیوا جی اور رانا پرتاب کی تصاویر بھی ہوتی ہیں۔
پانچویں تقریب دسہرہ یا وجے دشمی کے موقع کی ہے رام پر راون کی فتح دھوم دھام سے منائی جاتی ہے شیوا جی سے متعلق مختلف ہتھیاروں کی پوجا بھی باقاعدہ طریقہ سے اس موقع پر کی جاتی ہے ہتھیاروں کو سندور لگایا جاتا ہے بینڈ باجے کے ساتھ جلوس نکال کر لاٹھی وغیرہ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔
چھٹی تقریب کا نام ''مکر سنکرانتی'' ہے جو سردیوں میں منایا جاتا ہے اس کا مرکزی عنوان یہ ہے کہ اس میں قوم کے سلسلے میں ذاتی فرائض کو یاد کیا جاتا ہے مٹھائیاں بھی تقسیم کی جاتی ہیں۔

۵- دستوری و کاغذی کام کم سے کم:

سنگھ نے شروع میں اپنا کوئی دستور نہیں بنایا تھا (موجودہ دستور ملک کی تقسیم کے بعد حکومت کے دباؤ سے بنایا گیا تھا) ضوابط اور ذمہ داروں کی بھی کوئی لائن نہیں تھی اپنے سابقہ تجربے کی وجہ سے بھی انہوں نے آفس اور کاغذ، پتر کو کبھی اہمیت نہیں دی وہ کہا

کرتے تھے کہ اصل اہمیت انسان کی ہے اس طرح انہوں نے ایک خاص طرح کا تنظیمی کلچر بنایا تھا۔

تربیت اور ٹریننگ

سنگھ کا طریقۂ کار تنظیمی معاملات اور خصوصیات کو سامنے رکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز میں افراد کی تربیت و ٹریننگ اور تنظیمی مفاد کو سامنے رکھا گیا ہے۔ ذیل میں مختصراً چند امور کا الگ سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ سنگھ کم عمروں پر سب سے زیادہ توجہ دیتا نظر آتا ہے اپنی تنظیم کے قیام کا اعلان بھی انہوں نے چند نوجوانوں کے سامنے ہی کیا تھا وہ ان سے قریبی تعلق بنائے رکھتے تھے ان کے سارے پروگرام ایسے ہوتے ہیں جو نوجوانوں کو متوجہ کرنے والے ہوں لیکن وہ یہ بات سمجھانے میں کامیاب ہیں کہ سنگھ کوئی تفریح گاہ یا کلب نہیں بلکہ اس کے سامنے اپنا عظیم مقصد ہے۔

۲۔ حلف اور عہد لینے کا طریقہ بھی اپنایا جاتا ہے۔ ۱۹۲۸ء میں پہلی بار ناگپور شہر سے باہر نکل کر ایک مقام پر ۹۹ سیوم سیوک نے سنگھ کا کام زندگی بھر کرنے کے لئے حلف کیا آج بھی جو لوگ اس میں زندہ بچے ہیں وہ اپنا یہ فرض نبھا رہے ہیں۔

۳۔ شاکھا تربیت کا بہت اہم ذریعہ ہے ایک مقام پر ایک لباس میں (خاکی نیکر پہن کر) ایک متعینہ مقام پر روزانہ کا اجتماع قریبی تعلق و رشتہ کو کافی مضبوط کرتا ہے اور ذہن بھی بدل دیتا ہے۔

شاکھا میں بھگوا جھنڈے کے سامنے خاص طرح صف بندی ہوتی ہے پھر جھنڈے کو

سلامی دی جاتی ہے حاضری کے بعد لوگ اپنے مختلف گروپ میں بٹ جاتے ہیں۔
آخر میں دوبارہ جھنڈے کے سامنے جمع ہوا جاتا ہے اور سنسکرت میں ''سنگھ کی پراتھنا'' مل کر گائی جاتی ہے۔ نمستے سداوتسال ماتر بھومی (اے پیاری مادر وطن تجھے سلام!) کے بعد بھارت ماتا کی جے کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔
شاکھا کے دوران ڈسپلن کی خلاف ورزی پر فوراً سزا بھی دی جاتی ہے سزا میں شاکھا. گراؤنڈ کا چکر لگانا وغیرہ شامل ہے۔
۴۔فکری اور نظریاتی تربیت کے لئے مختلف طرح کی کیمپ بھی لگائے جاتے ہیں یہ عموماً تین طرح کے ہوتے ہیں پہلی قسم میں ''مربیوں'' کی تربیت کے لئے تقریبا ۱۵/ دنوں کا کیمپ لگتا ہے یہ ضلعی سطح پر اکثر سردیوں میں کسی الگ مقام پر لگایا جاتا جو سینئر لوگوں کے لئے ہوتا ہے۔
بہت سے تین روزہ کیمپ سال بھر میں مختلف لوگوں جیسے اسکول کے طلباء کالج کے طلباء تجارت پیشہ حضرات کیلئے لگائے جاتے ہیں۔
سب سے اہم کیمپ سنگھ کے کارکنوں کے لئے ہوتا ہے جس کو آفیسر ٹریننگ کیمپ کہہ سکتے ہیں یہ عموماً گرمی کے موسم میں ایک ماہ کے لئے لگائے جاتے ہیں اس کی کافی تیاری کی جاتی ہے ہر مبلغ ''(پرچارک)'' پر لازم ہوتا ہے کہ وہ کم از کم دو ایسے کیمپ میں شرکت کرے۔
جو دو ایسے کیمپ میں کر لیتے ہیں وہ تیسرے سال ناگپور کے تربیتی کیمپ میں بھیجے جاتے ہیں ان کیمپوں میں شرکاء کی عمریں بالعموم ۱۵ سے ۳۰ سال کی ہوتی ہیں۔
کیمپ کے اختتام پر تحریری امتحان بھی لیا جاتا ہے سوالات کچھ اس طرح کے ہوتے

ہیں وہ کون سے مقامات ہیں جہاں ہندو کلچر غالب ہے؟ سنگھ کا قیام کب ہوا تھا وغیرہ۔

۵- ملک کے اہم رہنماؤں سے قریبی تعلق قائم کرکے ان کو اپنے مقصد کے لئے ہموار کرنا سنگھ کا خاص طریقہ رہا ہے اس کے لئے وہ ان کو اپنے اہم پروگرام میں مہمان بنا کر بلاتے ہیں تاکہ وہ دیکھ کر متاثر ہوں جب کوئی بڑا آدمی ناگپور آتا ہیڈ گیوار ان سے خود ملتے اور شاکھا میں آنے کی دعوت دیتے تھے ایسے لوگوں کی لمبی فہرست بنائی جاتی جنھوں نے سنگھ کی تقریبات میں تھوڑی دیر شرکت کرکے اس میں شمولیت اختیار کرلی۔

۶- ان سب باتوں کے ساتھ سنگھ اس پر زور دیتا رہتا ہے کہ ان کی تنظیم ہندو سماج سے الگ نہیں ہے بلکہ اس کا حصہ ہے وہ تنظیم اور سماج میں دوئی کے خلاف رہے ہیں۔

۷- سنگھ نے مختلف کاموں کے لئے الگ الگ تنظیمیں بنارکھی ہیں جو خاص خاص میدانوں میں کام کرتے ہیں اس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

خلاصہ

اوپر کی تفصیلات سے اندازہ ہوتا ہے کہ سنگھ اپنے مقصد کے حصول کیلئے غیر معمولی لگن، منصوبے، ایثار اور قربانی کے ساتھ کام کررہا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کی نظر دنیا کے اس مختصر خطۂ زمین سے اوپر نہیں اٹھ سکی ہے۔ وطن اور نسل ہی ان کا مطمح نظر ہے۔ دنیا ماضی میں اس طرح کی "پرستیوں" کا نتیجہ بھگت چکی ہے۔ اس کا حقیقی علاج یہی ہے کہ انسانوں کو رب کائنات کے آفاقی پیغام کی طرف دل سوزی کے ساتھ بلایا جائے۔

("دعوت" سہ روزہ، نئی دہلی - ہندتو ایک مطالعہ ایک جائزہ ۱۰ر جنوری ۱۹۹۴ء- صفحہ ۲۵)

شیوسینا کا تعارف

شیوسینا جس کی سرگرمیوں اور تخریب کاریوں کا مرکز مہاراشٹر بالخصوص بمبئی ہے ہندتو کے نعرے سے پورا فائدہ اٹھارہی ہے حالانکہ ابتدا میں اس تنظیم کا مقصد ہرگز ہندتو کی ذہنیت کو اپنانے یا اس کی تبلیغ واشاعت کرنے کا نہ تھا اس کا آغاز تو اس مقصد کے لئے ہوا تھا کہ بمبئی اور مہاراشٹر، مہاراشٹر والوں کا ہے۔ اس سرزمین سے فائدہ اٹھانے کا حق صرف اہل مہاراشٹر کو ہے۔ بیرون مہاراشٹر سے جو لوگ مہاراشٹر میں آئے ہیں اور یہاں کی صنعت وحرفت، ذرائع وسائل، سرکاری اور غیر سرکاری ملازمتوں اور دیگر شعبوں پر قابض ہیں انہیں ہٹایا جائے، انہیں اس کا حق نہیں کہ وہ مہاراشٹر کی مٹی اور پانی سے فائدہ اٹھائیں۔ مہاراشٹر کے لوگ خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلماں یہاں کی دولت اور ذرائع سے فائدہ اٹھانے کے اصل حق دار ہیں۔ اگرچہ یہ مقصد بھی سطحی اور غیر دانشمندانہ تھا لیکن شیوسینا نے آہستہ آہستہ اس کو چھوڑ کر ہندتو کا وہ تصور اپنانا شروع کیا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ بال ٹھاکرے اوران کے ہمنو اسلام اور مسلم دشمنی کو اپنا مقصد بنا چکے ہیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا تعلق کسی نہ کسی درجے میں مسلمانوں سے ہے اس سے نفرت کی فضا پیدا کردی گئی ہے۔ ہرا رنگ، اذان کی آواز مسجد کا مینار، چہرے کی داڑھی اور عورتوں کا پردہ ہر چیز ناپسندیدہ ہے۔

بمبئی کارپوریشن کے ہاتھ میں آنے کے بعد اس نے کارپوریشن کے وسائل سے بھر

پور فائدہ اٹھایا۔ اپنی داخلی وخارجی پوزیشن کو خوب مضبوط کیا اور یہ نعرہ دیا کہ ''مومبئی جکلی آما مہاراشٹر کڑے کوچ'' بمبئی جیت لی اب مہاراشٹر کی طرف کوچ، چنانچہ مہاراشٹر کے شہروں کے علاوہ دیہات میں شیوسینا کی شاخیں قائم ہونا شروع ہوئیں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ تقریباً ہر دیہات اور بستی میں داخل ہونے سے پہلے شیوسینا کا بورڈ آنے والوں کا استقبال کرتا ہے۔ مہاراشٹر میں شیوسینا کے اثر ورسوخ کا یہ عالم ہے کہ خود مہاراشٹر کی کانگریسی حکومت شیوسینا اور اس کی رہنما بال ٹھاکرے پر ہاتھ ڈالنے سے ڈرتی ہے۔ جب کہ شیوسینا کی سرگرمیاں، بال ٹھاکرے کے بیانات اور اس تنظیم کا ترجمان روزنامہ ''سامنا'' مراٹھی اور ہندی اور ہفتہ وار ''مارمک'' وغیرہ کھلے عام ہندوستان کے دستور، ملک کے مفاد اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔

(''دعوت'' سہ روزہ، نئی دہلی۔ ہندتوا ایک مطالعہ ایک جائزہ ۱۰ر جنوری ۱۹۹۴ء صفحہ ۱۵۳)